اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

الحکم

چہ گویم یا تو گر آئی چہار قادیاں بینی | دو ا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے [illegible]

۲۔ خواص و معاونین سے [illegible]

۳۔ ہندوستان سے باہر [illegible]

۴۔ غیر مذاہب والوں سے [illegible]

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ

کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نوٹ [illegible] کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

احمدی ڈیپوٹیشن

احمدی ڈیپوٹیشن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات پر قوم کو آگاہ کرنے کے لئے نکلا ہے جیسا کہ میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔ ڈیپوٹیشن میں شریک ہونے والے بہت عدیم الفرصت اور بعض ان میں سے قومی خدمات کے بوجھ کے نیچے بہت ہی دبے ہوئے ہیں مگر موجودہ ضروریات نے انھیں مجبور کیا ہے کہ وہ قومی گدا بن کر قوم کے دروازوں کو کھٹکھٹائیں۔

اس سے پیشتر کہ باضابطہ ایک وفد روانہ ہو مولوی محمد علی صاحب پچھلے اتوار کو لاہور تشریف لے گئے اور انھوں نے مناسب سمجھا کہ لاہور ہی سے کام شروع کریں لاہور شہر میں انھوں نے بعض دوستوں کو مدرسہ کی عمارت کے لئے تحریک کی اور پچاس ساٹھ آدمیوں ہی میں دو ہزار کے قریب چندہ تجویز ہو گیا۔ اس وقت لاہور کی ساری جماعت بھی جمع نہ تھی۔ اور ابھی ضلع لاہور بالکل باقی ہے۔ لاہور کی جماعت کی یہ اولوالعزمی باقی جماعتوں کے لئے قابل قدر نمونہ ہو گی خاص شہر لاہور کا اور وہ بھی سو سے کم افراد کا چندہ دو ہزار ایک معقول رقم ہے اس چندہ کی تفصیل ابھی میرے پاس نہیں آئی اور نہ تفصیلی حالات مجھے ملے ہیں کیونکہ ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء کو مولوی محمد علی صاحب نے لاہور میں یہ تحریک کی اور آج انھیں

دارالامان میں واپس پہنچکر صاحبزادی طاہرہ کے نکاح کی تقریب میں شامل ہونا ضروری تھا۔ اور پھر اس سعید تقریب سے فارغ ہو کر بعض ضروریات کی بنا پر دو دن کے لئے انھیں وطن جانا پڑا۔ ۲۴ فروری کو دوپہر لاہور انشاء اللہ پہنچینگے اور لاہور کے چندہ کی فہرست مکمل کرینگے۔ میں امید کرتا ہوں کہ لاہور کی باقی ماندہ جماعت کم از کم دو ہزار اور پورا کرکے چار ہزار صرف شہر لاہور سے دیگی اور ضلع کی باقی جماعتوں کا چندہ اس سے الگ ہوگا۔

۲۸ فروری ۱۹۰۸ء کی شام کو یہ ڈیپوٹیشن امرتسر پہنچیگا۔ اور ۲۹ کی دوپہر تک وہ امرتسر میں کام کریگا اور جماعت سے مدرسہ کی عمارت فنڈ میں چندہ لیگا۔ اور ۲۹ کو بعد دوپہر کلکتہ میل میں سوار ہو کر کپورتھلہ کے ارادہ سے کرتار پور سٹیشن پر اترے گا اور اسی شام کو یعنی ۲۹ فروری کی شام کو کپورتھلہ میں پہلا جلسہ ہوگا۔ اس لئے میں امرتسر اور کپورتھلہ کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس قومی وفد کے خیر مقدم کے لئے طیار رہیں۔ اور جن امیدوں کو لیکر وہ اپنے برادران طریقت کے پاس آتا ہے انھیں پورا کرکے خبروں میں یہ نمونہ قائم کردو کہ

حق پرست قوم حق کی حمایت اور نصرت کے لئے
اپنے مالوں کو عزیز نہیں رکھتی

وفد کی خدمت میں میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اشاعت اسلام کے سوال کو بھی ساتھ ہی رکھیں۔ جبکہ آج بالکل پھر ان لوگوں ہی سے لینا ہے تو پھر کیوں آج ہی انھیں اس ضرورت پر بھی متوجہ کیا جاتا احمدی قوم کا یہ پہلا ڈیپوٹیشن ہے یہ خیال قوم کے دل سے محو نہ ہو جاوے وہ سمجھ لے کہ اشد ضرورت پیش آئی ہے تو یہ بزرگان ملت اپنے گھروں سے نکلے ہیں کہ قوم سے کچھ مانگیں اپنے لئے نہیں بلکہ

قوم ہی کے لئے

مدرسہ میں تربیت اور تعلیم پانیوالے بچے دراصل وہ قوم ہے جو احمدی قوم پورے معنوں میں کہلائے گی کیونکہ ان کا نشو و نما احمدیت ہی میں ہوگا۔ اور آنکھیں کھولتے ہی وہ احمدیت میں ہوں گے اس لئے اس قوم کی حفاظت اسکی تربیت کے لئے ہمیں پوری سعی کرنی چاہئے۔ اور اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے

چالیس ہزار

کی رقم کچھ چیز نہیں۔ عمارت فنڈ کے سوال کیساتھ مدرسہ کے مستقل اخراجات کو نظر انداز نہ کر دینا۔ مدرسہ کا مستقل خرچ ایک ہزار روپیہ ہے اور یہ احمدیوں ہی کے پاس سے آنا چاہیئے۔

بہرحال

۲۸ فروری ۱۹۰۸ء کی شام کو جماعت احمدیہ امرتسر کو اپنے مجمع کا وقت مقرر کر لینا چاہئے۔ اور جماعت کو طیار رکھیں تاکہ ان معزز الاوقات خادمان قوم کا وقت کچھ نہ کچھ بچ جاوے۔ سات بجے شام

حزب اللہ

[اس عنوان کے نیچے وقتاً فوقتاً اولیاء اللہ اور صلحاء امت کی باتیں درج ہوا کرینگی۔ ایڈیٹر]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی چند باتیں

ایک اعرابی حسن کے پاس آیا اور صبر کی بابت پوچھا آپ نے جواب دیا صبر دو طرح پر ہے ایک تو بلا اور مصیبت پر ہوتا اور دوسرا ان چیزوں پر جن سے خدا نے ہم کو منع کیا ہے اور صبر کا ایسا کہ حق ہے اُس کو بیان کیا اعرابی نے سُنکر کہا میں نے تم سے زیادہ زاہد کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی تم سے کوئی زیادہ صابر آدمی سُنا ہے حسن نے کہا اے اعرابی سب کا صبر تو اس جہت سے ہے کہ ان کو اسی کی طرف میل ہے اور میرا صبر جزع کی جہت سے ہے اعرابی نے کہا اس قول کے معنے کھولکر بیان کر کیونکہ اس مقولہ سے میرا اعتقاد پریشان ہوگیا ہے فرمایا میرا صبر بلاؤں اور طاعت خالق میں ہے جس کا باعث دوزخ کی آگ سے میرا خوف ہے اور یہ عین جزع ہے اور دنیا میں جو میرا زہد ہے اور آخرت میں رغبت ہے اور یہ عین نصیبہ کا طلب کرنا ہے اس کے بعد فرمایا اُس شخص کا صبر قوی ہوتا ہے جو اپنے نصیبہ کو درمیان سے اُٹھا لے تاکہ اس کا صبر خدا کے واسطے ہو اس واسطے نہ ہو کہ دوزخ سے میرے تن کو آرام ملے۔ اور اس کا زہد حق کے واسطے ہو نہ اپنے بہشت کے پہنچنے کے واسطے۔ اور یہ اخلاص کی علامت ہے۔ اور کہا مرد کو ایسا علم چاہئے جو فایدہ دینے والا ہو اور کامل علم ہونا چاہئے اور پورا اخلاص ہو اور پوری قناعت ہو اور پورا صبر ہو جب یہ تینوں باتیں حاصل ہوں تو اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کرینگے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ بھیڑ بکریاں آدمی سے زیادہ آگاہ ہیں کیونکہ جب چرواہے کی آواز سُنتی ہیں تو آگاہ ہو کر چرنے سے باز رہ جاتی ہیں اور آدمی خدا کی کلام سُنتا ہے اور اپنی خواہش سے باز نہیں رہتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے بدوں کی صحبت آدمی کو نیکوں کے حق میں بدگمان کر دیتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی مجھکو شراب پینے کے واسطے بلائے تو میں اُس آدمی کو اس سے زیادہ دوست رکھتا ہوں جو مجھ کو دُنیا کی طلب کے واسطے بلاتا ہے اور فرمایا ہے معرفت یہ ہے کہ تو اپنے آپ میں خصومت کا ایک ذرہ بھی نہ پائے اور آپ نے فرمایا ہے جو بے انتہا ہمیشگی کا بہشت ہے وہ ان چند دنوں کے عمل سے حاصل نہیں ہوتا وہ نیک نیت سے ملتا ہے اور فرمایا ہے کہ جب بہشتی آدمی پہلے بہشت میں دیکھینگے تو سات سو ہزار سال تک بے ہوش ہو جاینگے کیونکہ حق تعالیٰ اپنی تجلی ظاہر کریگا اگر اس کے جمال میں دیکھینگے تو وحدت میں غرق ہونگے اور اگر اس کے جلال میں دیکھینگے تو ہیبت میں مست ہو جاینگے اور آپ نے فرمایا کہ تیرا فکر آئینہ ہے جو تیری نیکیاں اور تیری برائیاں تم کو دکھلاتا ہے اور فرمایا ہے جس کا سخن حکمت کے بھید سے نہیں وہ عین آفت ہے اور جو فکر سے خاموش نہیں

اس کا سبب فعل شہوت اور غفلت ہے۔ اور جو نظر عبرت سے نہیں ہوتی وہ سب بازی اور ذلت ہے اور فرمایا ہے کہ توریت میں ہے کہ جس آدمی نے قناعت کی وہ لوگوں سے بے پروا ہو گیا اور جب لوگوں سے گوشہ اختیار کر لیا تو اس سے سلامتی میں ہو گیا اور جب شہوت کو پاؤں کے نیچے ڈالدیا تو آزاد ہو گیا اور جب حسد سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے تو اس سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور جب کچھ روز صبر کرتا ہے تو اس سے پھل پاتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ اہل عقل ہیں وہ خاموش رہنے کی عادت کرتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے دل گویائی میں آجاتے ہیں اور اس کے بعد وہ گویائی زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے ورع یعنے پرہیزگاری کے تین مقام ہیں۔ ایک یہ ہے کہ آدمی بات نہ کرے مگر وہی جو حق ہے چاہے غصہ میں ہو اور چاہے راضی ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ جس میں خدا کا غصہ ہو اس سے اپنے اعضاؤں کو نگاہ رکھے۔ تیسرا یہ ہے کہ آدمی کا ارادہ اس چیز میں ہو جس میں خدا تعالیٰ نے رضا دی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ پرہیزگاری کا ایک ذرہ ہزار سالوں کے نماز روزہ سے بہتر ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سب عملوں میں سے زیادہ بزرگ عمل فکر اور پرہیزگاری ہے۔ اور فرمایا ہے اگر مجھکو یہ معلوم ہو جائے کہ مجھ میں نفاق نہیں ہے تو جو کچھ سطح زمین پر ہے۔ اس سے میں اپنے آپ کو زیادہ دوست رکھوں اور فرمایا ہے باطن اور ظاہر کا خلاف نفاق میں ہے اور فرمایا ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے کوئی مومن ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوگا جو اس خوف سے نہیں کانپتا۔ کہ ایسا نہ ہو میں منافق ہوں اور فرمایا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں مومن ہوں خدا کی قسم یقیناً وہ مومن ہے اور فرمایا ہے مومن وہ ہے جو آہستہ ہو۔ اور حاطب اللیل کی مانند نہ ہو یعنے اُس شخص کی مانند نہ ہو جو کہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ کرے اور جو کچھ اُس کی زبان پر آئے وہ کہدے اور فرمایا ہے تین آدمیوں کے لئے غیبت نہیں۔ ایک تو اُس شخص کے واسطے جو صاحب ہوا ہے اور دوسرے فاسق کے واسطے۔ اور تیسرے ظالم امام کے لئے یعنے اُن کے حق میں جو کچھ کہا جائے وہ غیبت میں شمار نہیں ہوتا۔ اور فرمایا ہے اگر تو صفائی چاہتا ہے تو غیبت کے کفارہ کے واسطے استغفار کافی ہے۔ اور فرمایا ہے آدم کا مسکین فرزند اس سرائے میں راضی ہو گیا ہے جسکے حلال کا تو حساب ہے اور اس کے حرام کا عذاب۔ اور فرمایا ہے کہ آدم کا فرزند کسی حال میں دنیا سے جدائی نہیں کرتا مگر تین حسرتوں سے ایک تو یہ ہے کہ جمع کرنے سے سیر نہیں ہوتا اور اس کی حسرت رکھتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ جو اس کے دل میں اُمید ہوتی ہے اسکو حاصل نہیں کر لیتا۔ تیسری یہ ہے کہ جو راستہ اس کے پیش آیا ہے اس کے واسطے توشہ تیار کیا ہوا نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے آپ کو کہا کہ فلاں آدمی جان توڑ رہا ہے کہا تو ایسا نہ کہو کیونکہ وہ تو ستر سال سے جان توڑنے کی حالت میں ہے اور اس وقت وہ جان توڑنے سے چھوٹ جائیگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ ہلکے بوجھ تھے وہ نجات پا گئے اور جو بھاری بوجھ تھے وہ ہلاک ہو گئے

اور فرمایا ہے کہ اس قوم کے لوگوں کو خدا نے بخش دیا جن کے پاس دنیا امانت تھی اور اس امانت کو واپس دیا اور ہلکے بوجھ ہو کر یہاں سے چلے گئے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک دانا آدمی وہ ہے جو دنیا کو خراب کرتا ہے اور اس کے خراب کرنے سے آخرت کی عمارت کرتا ہے اور آخرت کو خراب نہیں کرتا۔ اور آخرت کو خراب کر کے دُنیا کو نہیں بناتا اور آپ نے فرمایا ہے جس نے خدا کو پہچانا اُس نے اُس کو دوست بنا لیا اور جس نے دُنیا کو پہچانا اس نے خدا کو دشمن جانا۔ اور فرمایا ہے دنیا میں سخت لگام دینے کے لائق تیرے نفس سے بڑھکر کوئی اور چوپایہ نہیں ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ یہ دیکھے کہ میرے بعد دُنیا کیونکر ہوگی تو اس کو دیکھ لے کہ دوسروں کے مر جانے کے بعد دُنیا کیونکر ہے اور آپ نے فرمایا ہے خدا کی قسم لوگوں نے بُتوں کی پوجا نہیں کی مگر دُنیا کی دوستی کے واسطے۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں انھوں نے اس زمانہ کا قدر جان لیا جو حق کی طرف سے اُن کو پہنچا تھا۔ رات کے وقت اس میں سوچتے تھے اور دن کو اسپر عمل کرتے تھے۔ اور تم اس کو درست تو کرتے ہو مگر اس کے موافق عمل نہیں کرتے۔ اعرابوں اور حرفوں کو ہی بناتے رہتے ہو اور پھر دنیا کا نام بناتے ہو۔ اور فرمایا ہے کہ خدا کی قسم چاندی اور سونے کو وہی عزیز جانتا ہے جسکو خدا تعالیٰ خوار کرتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ جو احمق آدمی قوم کے لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اُس کے پیچھے چلنے لگ گئے ہیں اس کا دل بجا نہیں رہتا یعنے [illegible] کے آٹے کی مانند پھول کر کپا ہو جاتا ہے اور بڑا غرور کرتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی دوسرے لوگوں کی باتیں تیرے پاس لاکر بیان کرتا ہے وہ تیری باتیں بھی اوروں کے پاس لیجائیگا۔ اور فرمایا ہے بھائی ہمارے نزدیک جوروں اور فرزندوں سے زیادہ عزیز ہیں کیونکہ وہ دین کے یار ہیں اور جورو اور فرزند دُنیا کے یار ہیں اور دین کے دشمن۔ اور آپ نے فرمایا ہے ماں اور باپ پر جو کچھ آدمی خرچ کرتا ہے اُس کا تو حساب ہوتا ہے مگر اس طعام کا حساب نہیں ہوتا جو کہ مہمانوں اور دوستوں کے آگے رکھتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے جو نماز ایسی ہو کہ اُس میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کے نزدیک ہوتی ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ خشوع کیا ہے جواب دیا وہ خوف ہے جو دل میں جما ہوا ہوتا ہے اور دل نے اُس کو اچھی طرح پکڑا ہوا ہوتا ہے لوگوں نے آپ کو کہا کہ ایک آدمی کو بیس سال ہو گئے ہیں وہ نماز جماعت میں نہیں آیا ہے اور کسی کے ساتھ ملتا جلتا نہیں حسن اس کے پاس گئے اور جاکر کہا اے فلانے تو نماز میں کیوں نہیں آتا۔ اور کسی سے ملتا جلتا نہیں اُس نے جواب دیا مجھکو معذور رکھ کیونکہ میں مشغول ہوں۔ پوچھا تو کس میں مشغول ہے جواب دیا کوئی سانس میرے اندر سے ایسا باہر نہیں آتا جس سے کہ ایک نعمت حاصل نہ ہوتی ہو اور کوئی نہ کوئی گناہ مجھ سے وجود میں نہ آتا ہو پس اس نعمت کے شکر اور اس گناہ کے عذر میں مشغول ہوں یہ سُنکر

حسن نے فرمایا اسی طرح مشغول ہوا اور تو مجھ سے بہتر ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کبھی آپ خوش وقت بھی ہوئے ہیں۔ جواب دیا کہ ایک دن میں مکان کے اوپر تھا میں نے سنا ہمسایہ عورت اپنے شوہر کو کہہ رہی تھی کہ قریب پچاس برس کے ہیں کہ میں تیرے گھر میں ہوں۔ اگر کوئی چیز موجود ہو اور اگر نہ ہو میں ہر حال میں صبر کرتی ہوں گرمی اور سردی میں کوئی زیادہ چیز تجھ سے نہیں مانگتی اور تیرے نام اور تیرے ننگ کو نگاہ رکھتی ہوں اور کبھی کسی کے پاس تیرا گلہ نہیں کیا لیکن اس ایک بات پر راضی نہیں ہوں کہ تو میرے اوپر دوسری بی بی کرے اور اس قدر صبر کی تنگی اور تکلیف جو میں نے برداشت کی ہے تو وہ اس واسطے کی ہے کہ میں تجھ کو دیکھوں اور تو مجھکو۔ اس واسطے نہیں کہ تو دوسری محبوبہ کو دیکھو۔ اگر آج کے دن تو دوسری معشوقہ جان کی طرف توجہ کرتا ہے تو تجھ میں تیری ملامت کے واسطے اسلام کے امام کا دامن پکڑتی ہوں۔ یہ سنکر میرا وقت خوش ہوا اور خوشی کے مارے میری آنکھوں سے پانی نکل پڑا۔ میں نے قرآن شریف کو تلاش کیا تاکہ اس میں اس کی نظیر دیکھوں۔ یہ آیت ملی ان اللہ لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء تحقیق اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشتا کہ جو اس کے ساتھ شریک کریگا اور اس کے سوا جسکو چاہے گا اس کو بخش دیگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے میں تیرے سب گناہ بخش دونگا لیکن اگر تو اپنے دل کے گوشہ کو کسی طرف میل دیگا اور میرے سوا غیر کو دیکھیگا تو پھر ہرگز نہیں بخشونگا۔ نقل ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ جواب دیا اس قوم کا حال کیا پوچھتا ہے جو دریا میں ہو اور اس کی کشتی ٹوٹ جاوے اور ہر ایک کسی نہ کسی ٹوٹے ہوئے تختہ پر دریا میں بیٹھا ہوا رہ جائے اس نے جواب دیا اس کا حال بڑا سخت ہوتا ہے آپ نے فرمایا میرا حال بھی ایسا ہی ہے۔ نقل ہے کہ عید کے دن آپ کچھ لوگوں پر گذرے جو آپس میں ہنستے تھے اور کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا ان لوگوں پر مجھکو تعجب آتا ہے جو ہنستے ہیں اور انکو اپنے حال کی حقیقت معلوم نہیں۔ نقل ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قبرستان میں روٹی کھا رہا تھا آپ نے فرمایا یہ منافق ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں۔ جواب دیا ان مردوں کے روبرو جسکی شہوت حرکت میں آتی ہے وہ گویا موت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور یہ منافقوں کی علامت ہے۔ نقل ہے کہ آپ مناجات میں کہا کرتے تھے الٰہی تو نے مجھکو نعمت دی ہے اور میں نے اس کا شکر نہیں کیا تو نے مجھ پر بلا بھیجی ہے تو میں نے اس پر صبر نہیں کیا اور شکر نہ کرنے کے باعث تو نے نعمت کو مجھ سے چھین نہیں رکھا اور اس واسطے کہ میں نے صبر نہیں کیا بلا کو ہمیشہ تو نے مجھ پر مقرر نہیں کیا الٰہی کرم کے سوا تجھ سے اور کیا آتا ہے۔ اور جب آپ کی وفات نزدیک ہوئی تو اس وقت ہنس پڑے اور آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے ہرگز نہیں دیکھا تھا اور اس وقت یہ کہتے تھے کونسا گناہ کونسا گناہ اور اسی حال میں جان دیدی۔ ایک بزرگ آدمی نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ سے پوچھا کہ تو زندگی بھر میں تو ہنسا نہیں مگر نزع کے وقت ہنسا ہے یہ کیا حال ہے تو جواب دیا کہ اس وقت میں نے یہ آواز سنی تھی کہ اے ملک الموت اس کو سخت پکڑ کیونکہ اس کا ابھی ایک گناہ باقی ہے مجھکو اس سے خوشی ہوئی اور میں ہنسا اور پوچھا کونسا گناہ اور اسی حال میں میں نے جان دیدی۔ جس رات انھوں نے وفات پائی ہے اس رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان کے دروازے کھولے ہوئے تھے اور پکار رہے تھے کہ حسن بصری آیا ہے اور اُن کے آنے سے آسمانوں میں بڑی خوشی تھی ؛

مختصر نوٹ اور خبریں

انجمن حمایت اسلام کے مخالفوں نے اپنا معمول بنا لیا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہیں اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو مسلمانوں ہی کا نقصان ہے اس قومی انسٹیٹیوشن کو اگر نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار اور نیز بانی مبانی محمد شفیع کی پارٹی ہوگی۔ ہمنے ان تمام تحریروں کو پڑھا ہے جو انجمن کی مخالفت میں شائع ہو رہی ہیں مگر انھیں محض اصلاح کی بنا پر ہی نہیں یقین کر سکتا۔ انجمن پر حساب نہ دکھانے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جنرل سکرٹری نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن الحکم میں شائع ہونے کو بھیجا ہے اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ انجمن حساب نہیں دکھاتی تو یہ ظلم ہوگا۔

ریزولیوشن جو انجمن حمایت اسلام کی مینیجنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء میں متعلق معائنہ حساب کتب انجمن پاس ہوا ہے یہ ہے۔

چونکہ حساب کے معاملہ میں بہت سی غلط فہمیاں ہوئی ہیں اس لئے آج کی تاریخ سے ایک شخص ۲۵ سے ۳۰ روپیہ ماہوار تک تنخواہ کا ملازم رکھا جاوے جو انجمن کے دفتر میں ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک صبح اور ۲ بجے سے ۵ بجے شام تک رہا کرے اور انجمن کے حساب کی کتب اُسکے پاس رکھی جائیں جو مسلمان انھیں دیکھنا چاہے وہ اُن کو دیکھ سکتا ہے لیکن کوئی صاحب اس کمرہ میں نوٹ قلم دوات سے نہ لے اور اپنا نام ایک رجسٹر میں معہ ملاحظہ شروع کرنیکے وقت اور اختتام وقت کے درج فرمادے رجسٹر محرر معائنہ کے پاس موجود رہے گا اور جنرل سکرٹری کا حق ہوگا کہ کسی شخص کو اس معائنہ سے روکے اور اگر بسبب کثرت معائنہ کنندگان سکرٹری یا افسر انچارج اہتمام نہ کر سکے تو ان کو اپنی وجوہات تحریری اس شخص کو دینی ہونگی فی الوقت یہ انتظام ایک ماہ کے لئے کیا جاوے اس محرر کو رخصت جمعہ کے روز ہوگی نگرانی کا سکرٹری انتظام کرے اس ریزولیوشن پر ۲ ماہ مارچ سے عملدرآمد شروع ہو جاوے۔

گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر

ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور روشن خیال ڈپٹی کمشنر میجر ٹی ٹامسن ریاست مالیر کوٹلہ میں پولیٹیکل ایجنٹ ہو کر جاتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آج یا کل آپ ضلع گورداسپور کا چارج مسٹر کنگ تعلقدار ڈپٹی کمشنر میانوالی کو دیدینگے۔ میجر ٹی ٹامسن کے متعلق اخبار الحکم میں بہت کم کہنے کا موقع ملا ہے اب جبکہ صاحب موصوف اس ضلع سے تشریف لیجانے والے ہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاحب موصوف کے متعلق اُن خیالات کا اظہار کروں جو عام لوگ ان کے لئے رکھتے تھے۔ ضلع گورداسپور کی رعایا میجر ٹامسن کی ڈپٹی کمشنری کے دوران میں بے حد خوش تھی اس کی وجہ صاحب موصوف کا پبلک کو اپنے خیالات اور خواہشوں کے اظہار کا موقعہ دینا تھا منگل کے دن ہر شخص سے جو ان سے ملنا چاہے اور جو وہ کہنا چاہتا اُسے سنتے تھے۔ اور جہاں تک مصلحت وقت اور قرین انصاف ہوتا بالے جواب دیتے۔ ضلع کے بعض عمال کے متعلق جب انھیں شکایات پہنچیں تو انھوں نے اسپر پورا نوٹس لیا۔ پنڈت کاہن چند سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر کی شکایتوں سے بہت لوگ نالاں تھے۔ صاحب موصوف پر جب اس کی شکایتوں اور اخلاقی کمزوریوں کا راز کھلا۔ تو آپنے اسپر توجہ فرمائی۔ پنڈت کاہن چند مستعفی ہوئے اور ان کی جگہ ایک ہوشیار اور مستعد نوجوان منشی منور الدین سپرنٹنڈنٹ ہو کر آیا ہے۔ ایسا ہی صاحب موصوف کے عہد کا ایک واقعہ جو اخلاقی اصلاح کے سلسلہ میں نہایت قابل قدر ہے بٹالہ ایک ہائی سکول کے پنڈت رام لال کی خلاف وضع فطری میں سزا پانا ہے میجر ٹامسن ایک سمجھدار اور ایک نیک خیال انسان ہیں رام لال کو سزا دیکر انھوں نے طلبا کی اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے قابل قدر کام کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ضلع گورداسپور کی پولیس کیطرف سے رکن بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر اور بٹالہ سٹی کے لائق سب انسپکٹر منشی الطاف الرحمن جنابل شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایک دو مقدمات نہیں جن میں میجر ٹامسن کی غیر معمولی ذہانت اور نکتہ رسی نے ضلع گورداسپور میں نام پیدا کیا ہو بلکہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں مختصر طور پر میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت گورداسپور میں بہت قابل قدر ہے جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں امید کیجاتی ہے آج مسٹر کنگ ضلع گورداسپور کی ڈپٹی کمشنری کا چارج لینے والے ہیں مسٹر کنگ کو ضلع گورداسپور کی ہوا کیسی راس آئیگی ابھی کچھ نہیں کہا جاتا تاہم پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ آپ بڑے ہی راستباز اور راستی پسند بیدار مغز آفیسر ہیں۔ میں احمدی قوم کی طرف سے اپنے جانیوالے ڈپٹی کمشنر کو خدا حافظ اور آنیوالے صاحب ضلع کو

خیر مقدم

کہتا ہوں۔ اور اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس ضلع کے پورے حالات سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ضروری حالات سے بھی واقفیت حاصل کرینگے بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ واقف ہونگے یہ جماعت انکی حدود ضلع کے اندر گورنمنٹ انگلشیہ کی ایک حقیقی ہی خواہ اور فرمانبردار جماعت ہے اور اسی سلسلہ کا بانی اور امام و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب ادام اللہ برکاتہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک پرانے وفادار اور نمک خوار خاندان کی یادگار ہے جس خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں بجائے گھوڑے اور سوار بھیجکر اپنی دوستی اور وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور پچھلی شورش اور پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں حضرت مرزا صاحب کی جو چٹھیاں اپنی جماعت کی ہدایت کیلئے سول وغیرہ اخبارات میں شائع ہوئی ہیں وہ یقیناً صاحب ممدوح کی نظر سے گذری ہونگی ایسی حالت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ حضور ان مفید عام کاموں پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ماتحت ہو رہے ہیں خاص توجہ سے نہ دیکھیں بہرحال میں صاحب ممدوح کو صدق دل سے احمدی قوم کی طرف سے خیر مقدم کہتا ہوں اور میجر ٹامسن کو خدا حافظ ؛

ثناء اللہ کی یاوہ گوئی اور طاعون کی پیشگوئی

حجتِ رحماں برایشاں شد تمام
یاوہ گوئی ماندہ در دست لئام

مجھے مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے پڑھنے کا اکثر موقعہ ملا ہے بالخصوص آپ کی وہ تحریرات جو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ہیں خاکسار کی نظر سے گذر چکی ہیں۔ جس دن سے آپ نے مرقع جاری کیا ہے میں مرقع کی ایک ایک سطر کو پڑھتا رہا ہوں اور میں یہ بیقین تام سے کہتا ہوں کہ مولوی فاضل نے جو کچھ حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں لکھا ہے وہ آنکھوں پر تعصب اور دشمنی کی پٹی باندھکر لکھا ہے۔ جب میں سوچتا ہوں کہ مولوی صاحب کو کس چیز سے تشبیہ دوں تو میرے دل میں فوراً یہ خیال آتا ہے کہ مولوی صاحب مندرجہ ذیل شعر کے واقعی مصداق ہیں اور شاید انھیں کے حق میں کہا گیا ہے۔

نیشِ عقرب نہ از رہِ کین است ۔ مقتضائے طبیعتش این است

اعتراض کس پر نہیں ہوئے اور کس پر نہ ہونگے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنانِ اسلام باوجودیکہ اسلام ایک مصفا چشمۂ توحید ہے ابھی بھی اعتراضات کرنے سے نہیں رکتے۔ حالانکہ ہزار بار ان بوسیدہ اعتراضوں کا جواب دیا جا چکا ہے۔ مگر بوجہ دشمنی انکا نت نئی وان وہی اعتراض ہے۔ اگر ہم اعتراضوں کے پیچھے چلیں تو جملہ انبیاء میں سے کسی نبی کا وجود ایسا نہ ملیگا جس پر اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ اصل تو یہ ہے کہ ان اعتراضات میں کوئی جان نہیں ہوتی جن کی حقیقت صرف یہ ہے کہ

مہ فشاند نور و سگ عو عو کند

ان تمام اعتراضوں کا نہایت معقول جواب تو ان تمام انبیاء کی خود عصمت ہی ہے جو ایک باحیا انسان کو اعتراض کرنے سے فوراً روک دیتی ہے۔ مگر بے حیاؤں کی بلائیں دور وہ ان کے پردۂ عصمت پر بھی اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک نہایت لطیف دلیل بیان فرماتا ہے ولقد لبثت فیکم عمراً جس کا مطلب یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو آنحضرت کے منکر ہو ذرا یہ تو بتلاؤ کہ محمد صلعم نے تم میں کس قدر اپنی عمر گذاری کیا اس عرصہ دراز میں تم نے کوئی اس میں بدی دیکھی۔ کیا تم نے اس کو امین ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا۔ چونکہ اس کی گذشتہ زندگی ایسی مطہر ہے کہ تم خود ہی تو اسے امین کہا کرتے تھے۔ پس کیا تمہیں اتنی عقل بھی نہیں کہ ایسے سچ بولنے والے امین پر بدظنی نہ کرو۔ بھلا جس نے انسانوں کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کی ایسا امین کس طرح خدا پر افترا باندھ سکتا ہے بالیقین وہ صادق رسول اللہ ہے پس اس کی اطاعت کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

یہ کیسا معقول ازالہ اوہام منکرین تھا مگر بدبخت انسان اپنی شومی اعمال کے باعث اس معقول جواب کو بھی نہ سمجھے۔ چونکہ انسانوں کی طبائع مختلف ہیں کوئی ابوبکرؓ کی مومنانہ طبیعت رکھتا ہے اور کوئی ابوجہل کی سی منکرانہ۔ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں خدا کے مرسلوں کے لوگ مخالف بھی رہے ہیں اور موافق بھی۔ اطاعت کرنے والوں نے اس محکم اصول سے فایدہ اٹھایا اور مخالفوں کو سوائے استہزا کے اور کچھ نہ سوجھی۔ آج بھی وہی انسان موجود ہیں جن میں سے بعض کے دل بسبب اپنی کرتوتوں کے ابوجہل کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں اور بعض کے دل حلیم اور باحیا مومنوں جیسے ہیں جنھوں نے امام وقت کی آواز کو سنکر لبیک کہا ہے اور ان کا سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے جیسا کہ سنت اللہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ بھی بکثرت ہیں جو ان سلیم الفطرت انسانوں کے اصناً وصمّن قنا گئے پر معترض ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ انؤمن کما آمن السفہاء کیا ہم بھی بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آویں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ کثیر التعداد جماعت منکرین سچائی پر ہے ہاں اللہ تعالیٰ تو گواہی دیتا ہے کہ الا انھم ھم السفہاء ولکن لا یعلمون بے شک یہی لوگ بے وقوف ہیں جو راستی پر نہیں ہیں مگر ان کو سمجھ نہیں ہے کہ راستی اور ناراستی میں فرق کر سکیں۔ جس کا نتیجہ مخالفت رُسل ہے مخالفین مرسلین کی عقلیں مسخ ہو جایا کرتی ہیں اور پھر سیدھا بھی ٹیڑھا ہی نظر آتا ہے۔

اب شاید کوئی یہ پوچھے کہ تم نے جو اتنی بات کی آخر اس کا ثبوت بھی تو چاہیئے۔ کس کی عقل ماری گئی ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مخالف میری مدنظر ہیں اور ان میں سے بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کی ہاں میں ہاں ملانے والے مخالف ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت کہ عالی جناب مرزا صاحب موصوف دام اقبالہٗ سچے مُرسل من اللہ ہیں اور گروہ ثانی ان کی مخالفت میں حق پر نہیں ہے یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے جملہ اعتراضات اسی قسم کے ہیں جو کفار قدیم سے انبیاء پر کرتے آئے ہیں۔ نیز یہ بھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کوئی معتبر گواہ نہیں ہیں۔ مجھے اس وقت ذاتیات سے بحث نہیں۔ لوگ مولوی صاحب کے حالات سے واقف ہونگے میں اس وقت ان کے دجل کا ایک کھلا کھلا ثبوت ناظرین کے سامنے پیش کرنے والا ہوں۔ اور آپ دیکھ لینگے کہ مولوی فاضل کی کیا ہی ردی حالت ہے۔ مجھے اس بات کے اقرار کرنے میں کہ میں مولوی صاحب کی طرح فاضل نہیں ہوں کوئی شرم نہیں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ مسیح موعود کی برکت سے ثناء اللہ کے مرقع کی غلطی کھولنے کی توفیق مجھے دی گئی ہے۔ میں مولوی صاحب کے اعتراضات کی کچھ بھی قدر نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ سب روباہ بازی ہی ہے۔ ہاں ہی خواہان مرقع اگر انھیں شیر پنجاب کا خطاب دیں تو نامناسب نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح شیر پنجاب رنجیت سنگھ کے عہد میں مسلمانوں کو اسلام کے باعث تکالیف دیجاتی تھیں ویسے ہی اب مولوی صاحب کی حالت ہے۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں ۔ کیا یہی ہے ایمانداروں کا نشاں

اب ہم ناظرین کی خاطر مولوی صاحب کی ردی حالت کا فوٹو کھینچتے ہیں تاکہ مولوی صاحب ہم پر خفا نہ ہو جائیں اور یہ نہ کہیں کہ بیجا الزام لگایا ہے اور ہم مولوی صاحب کو جواب الجواب دینے کو بھی تیار ہیں لیکن اس وقت تک کہ مولوی صاحب شرافت سے کام لیں ورنہ ہم فضول کلام کرنا پسند نہیں کرتے۔

سُنئے مولوی فاضل صاحب آپ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضمون "طاعون اور پیشگوئی" پر جو ایک آرٹیکل مرقع بابت ماہ دسمبر میں شائع کیا اس میں آپ نے متعدد غلطیاں کی ہیں اور آپ نے اسلام کے ایک مسلم اصول کے خلاف لکھا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز کا مضمون میری یا کسی اور کی تعریف کا محتاج نہیں مگر افسوس تو مولوی فاضل صاحب پر ہے کہ آپ صداقت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں۔

مہرِ تاباں چو بر فلک رخشید ۔ چوں توانی بخاک خس پوشید

تاکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے آپ کی عبارت میں کوئی دست اندازی کی ہے اور یونہی اعتراض کر دیا ہے۔ اس لئے آپ کے اصل الفاظ نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"سارا زور بلکہ زور اس مضمون کا تکلم کے لفظ پر ہے جس کے معنے آپ نے کئے ہیں وہ دابہ زخمی کریگا۔ حالانکہ اس لفظ کے معنے کلام کرنے کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں کئی ایک مقام پر یہ لفظ آیا ہے۔ غور سے سنو! پارہ ۳ رکوع ۱۲۔ پارہ ۷ رکوع ۵۔ پ ۱۶ رکوع ۶ پ ۲۳ رکوع ۳۔ ان سب مقامات پر تکلم کا لفظ آیا ہے یہ صیغہ مفرد مؤنث اور مخاطب فعل مضارع کا ہے یہی لفظ بصیغہ جمع فعل نہی کی صورت میں پ ۱۸ رکوع ۶ میں یوں آیا ہے۔ وکلم اللہ موسٰی تکلیماً۔ ان سب مقامات میں اس لفظ کے معنے کلام کرنے یعنے بولنے کے آئے ہیں۔ یہ صیغہ باب تفعیل سے ہے یعنے تکلیم سے ہے۔ تکلیم کے معنے ہمیشہ کلام کرنے کے آئے ہیں مگر قادیانی نبوت جیسی جدیدہ ہے اُس کی لغات بھی جدیدہ کیوں نہ ہو۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا ۔ ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

آیت کا مطلب صاف ہے کہ ان منصوب مفعول ثانی ہے تکلم کا یعنے وہ دابہ لوگوں سے یہ کلام کریگا کہ لوگ اللہ تعالےٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اس دابہ کی تحقیق کا کہ اس سے کیا مراد ہے یہاں موقع نہیں صرف یہ دیکھنا اور دکھانا ہے کہ اس آیت کے مطابق اگر طاعونی کیڑے آئے ہیں تو کسی کیڑے نے یہ کلام کیا بھی؟ کیا تو کس نے سنا۔ یہ ہیں ان حضرات کے معارف قرآنی جن پر یہ فخر کیا کرتے ہیں جن کی بابت یہ کہنا بے جا نہیں۔

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ۔ ببری رونق مسلمانی"

ناظرین آپ مولوی فاضل کی چال کو دیکھیں کہ کس طرح صاف انکار کر رہے ہیں کہ تکلم کا مطلب کاٹنا یا زخمی کرنا مطلق نہیں بلکہ اس کے معنے صرف کلام کرنے کے ہی ہیں۔ مجھے یہ تو ہرگز یقین نہیں کہ مولوی صاحب یہ جانتے ہوں کہ اس کے معنے زخمی کرنے کے بھی ہیں کیونکہ صراح جیسی مشہور عالم لغات میں بھی کھلے طور پر تکلم کا ترجمہ زخمی کرنا لکھا ہے اس پر لطف یہ کہ وہاں پر یہی آیت قرآنی لکھکر

بتاو یا ہے کہ تکلیم کے معنے تجریح یعنے زخمی کرنا لکھے ہیں۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب یہ جانتے ہی ہیں کہ مرتع خوان یہ کب کرنے لگے کہ لغات کو بھی دیکھ لیں اور تعصب نے بہت لوگوں کو اندھا تو کر ہی رکھا ہے جو کچھ جی میں آئے لکھدو۔ میں نے ایک مرتع خوان کو اس دجل سے جو مطلع کیا تو وہ نہایت افسوس کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بھائی ہمیں کیا معلوم تھا کہ اس کے یہ معنے صراح میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ تو آپ نے کوشش کی اور لغات کو دیکھ لیا ورنہ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا کرتا ہے۔ مَیں نے اس قیل و قال سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر لوگوں کی ایسی حالت نہ ہوتی تو مولوی صاحب بھی کچھ سوچ سمجھکر اس میدان میں قدم دھرتے۔

ناظرین آپ غور سے مولوی صاحب کے اس اعتراض کو پڑھیں اور دیکھیں کس قدر زور مولوی صاحب کا صرف اسی تحقیقات پر ہے اور بخیال خویش انہوں نے اصل مضمون کی دھجیاں اڑا دی ہیں صرف اس بات سے کہ تکلم کے لفظ کے معنے ان کے نزدیک کلام کرنے کے ہی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ مولوی صاحب اہلحدیث کہلاتے ہیں اور احادیث میں کلمی کا لفظ پڑھتے ہیں جس کے معنے زخمیوں کے ہیں اور پھر مولوی صاحب کلم کے معنے زخم کے بھی جانتے ہیں۔ مگر عداوت کے باعث پسند نہیں کرتے کہ کبھی حق منہ سے نکلے۔

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں "پس سارا زور اسی آیت پر تھا جس کا پردہ اٹھا دیا گیا۔ باقی دوسری آیات ... جس عذاب کا ذکر ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے کہیں نہ کہیں دنیا میں وبا ہے کہیں قحط ہے کہیں زلزلہ ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے۔ اس لئے ان آیات کا مضمون ہمیشہ سے اپنی تصدیق کراتا ہے مگر اس سے مرزا جی کی نبوت کو کوئی تعلق نہیں مرزا جی کی نبوت سے اس کو تعلق ہوتا تو مرزا جی کے سخت مخالف جن سے مخالفت نکل کر دوسرے لوگوں تک پہنچتی ہے سب سے پہلے تمام کے تمام اس کی بھینٹ ہوتے نہ یہ کہ مرزا جی کے راسخ مرید پہلے چلدیتے جن کی تفصیل کبھی آئے گی"

مَیں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب باوجودیکہ آپ نے جھوٹ کی نجاست پر بھی منہ مارا اور کہدیا کہ تکلم کے معنے صرف کلام کرنے کے ہی ہیں مگر پھر بھی حقیقت میں آپ کو خائب و خاسر ہی ہونا پڑا۔ جیسا کہ ہم نے ابھی دکھلا دیا ہے اور علاوہ اس شرمندگی کے جو آپ کو یوں اٹھانی پڑی۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ واقعی آپ نے یہ بات صرف دھوکہ دہی کے واسطے ہی لکھدی تھی۔ مگر جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

آپ کا یہ ارشاد کہ جس عذاب کا ذکر دوسری آیات میں ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے .... الخ یہ بھی بڑے درجہ کی ایمانداری کا ثبوت ہے۔ ذرا آپ ان آیات کو تو پڑھیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اشارہ صرف آیۂ شریفہ وان من قرية الا نحن مهلكوها کی طرف ہے کیونکہ اور جتنی آیات نقل کی گئی ہیں وہ سب کی سب بقول خود آں جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے زمانے کے متعلق ہیں اب ان کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔ آپ گھبرا نہ جائیں مَیں آگے چل کر یہ بھی کھول کر بتاؤں گا کہ کیونکر آپ قرآن مجید کی آیات کو فضول بنا رہے ہیں۔

مولوی صاحب ہیں تو مفسر قرآن بھی مگر چار پائے برو کتابے چند کی مثال پوری پوری آپ پر صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کھلے لفظوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرماتا ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا پر ایک عذاب عام نازل کیا جائیگا مگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ دوسری آیات میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے کہیں قحط ہے کہیں زلزلہ کہیں کچھ کہیں کچھ۔ مولوی صاحب اگر یہ عذاب جس کا ذکر اوپر والی آیت شریفہ میں ہے کہ جس سے بہت سے قریہ تو بالکل نیست و نابود ہونگے اور بہت عذاب شدید کا مزا چکھینگے۔ معمولی اور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا بات بتائی بقول آپ کے نہ تو یہ غیب کی خبر ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے بلکہ یہ روزمرہ کا باقاعدہ دستور ہے اور یہ خبر ویسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ آج سورج غروب ہو جائیگا۔ افسوس ہے تو یہ ہے کہ صرف مرزا صاحب کی مخالفت کے باعث فاضل امرتسری قرآن مجید کی ایک بڑی زبردست پیشگوئی کو ردی میں پھینک رہا ہے مولوی صاحب اس سے تو بہتر ہوتا کہ آپ اس عذاب کو بھی آدم سے لیکر قیامت تک کے لئے مقرر کر دیتے کیونکہ قبل یوم القیامت سے مراد تمام پہلا زمانہ بھی تو ہو سکتا ہے پھر یوں کہدیتے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وان من امة الا خلا فيها نذير۔ کوئی امت نہیں کہ جس میں ہم نے نذیر نہ بھیجا ہو اور پھر یہ پیش کر دیتے کہ چونکہ امتیں تمام دنیا پر حاوی تھیں اس لئے رسول بالضرور ہر جگہ آئے اور جہاں رسول آئے وہاں عذاب بھی ضرور آیا پس عذاب شدید تو محمد رسول اللہ سے پہلے تمام دنیا پر نازل ہو چکا۔ اب مرزا صاحب کو اس سے کیا تعلق۔ اگر آپ یہ کہتے ہم جانتے کہ مولوی صاحب نے ایسا اعتراض کیا ہے جو بنیا ہے مگر خدا جس کو بچا دکھانا چاہتا ہے ایسے ہی اسباب پیدا کر دیتا ہے آپ اپنے اسی مضمون پر تشحیذ الاذہان کے ریمارکس کو پھر پڑھیں جو یہ ہیں۔ "مولوی صاحب کے جس قدر اعتراض ہیں سب ہی ایسے ہیں کہ وہ کفار عرب کی طرف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکے ہیں۔ اب آپ نے از سر نو ثابت کر دیا ہے کہ واقعی آپ اعتراضات کرنے میں انبیا کے منکرین کے زمرے سے کسی طرح باہر نہیں ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ یہ عذاب ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور معمولی بات ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے اب آپ منکرین انبیا کے الفاظ بھی سُنئے۔ وما ارسلنا في قرية من نبي الا اخذنا اهلها بالباساء والضراء لعلهم يضرعون ٥ ثم بدلنا مكان السيئة الحسنة حتى عفوا وقالوا قد مس آباءنا الضراء والسراء فاخذناهم بغتة وهم لا يشعرون ٥ اس میں قابل غور الفاظ کے نیچے خط کھینچ دیا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جو انبیا کے مخالف تھے کہا کہ ہمارے باپ دادا کو بھی تو تکالیف پہنچیں تو معمولی بات ہے جو ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی تھی۔ کیوں مولانا یہی مطلب ہے نہ ؟۔ آہ مولوی وہ اعتراض کریں جو کفار نے کئے تھے شرم ! شرم !! شرم !!! مولوی صاحب کیا یہی توحید کا ناز تھا جس پر برسوں سے تمہیں اک ناز تھا۔ اگر مولوی صاحب قرآن مجید کو غور سے پڑھینگے تو انہیں صاف معلوم ہوگا کہ طاعون زلزلہ قحط اور سیلاب وغیرہ ہی وہ عذاب ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے قوموں کو نیست و نابود کر دیا ہے اور بلاشک اس وقت جو کئی ایک طرح کا عذاب دنیا پر نازل ہو رہا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کیا کیا عذاب آنے والا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ عذاب آویں اور ناظرین کو معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی بھی حال ہی میں شائع کی ہے کہ ایک نہایت سخت قسم کی طاعون نمودار ہوگی اور مَیں یقین سے کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی ہوگا کیونکہ یہ خدا کا وعید ہے۔ غرض یہ تمام قسم کے عذاب جو ہم دیکھ چکے ہیں گواہی دے رہے ہیں کہ بے شک دنیا میں خدا کا مرسل موجود ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے یہ معمولی عذاب نہیں ہے لاکھوں انسان تو صرف اس طاعون کا ہی شکار ہو چکے ہیں اور زلزلوں سے جو قریباً تمام دنیا میں آئے زمین تہ و بالا ہو چکی ہے اور لاکھوں انسان مر گئے اور لاکھوں بے خانماں ہوئے مگر تعجب ہے کہ ایک مسلمان ہاں فاضل مسلمان نہیں مفسر قرآن مسلمان کہتا ہے کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ اے مولوی صاحب آپ ذرا تاریخی طور پر تو کوئی ایسی مثال بتایئے کہ جب دنیا پر یہ تباہی اسی طرح آئی ہو تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ اور یقیناً یاد رکھو تمہیں ایک بھی مثال نہ ملے گی اگرچہ دن کو مشعلیں جلا کر بھی کتابوں کو پڑھو۔ اس قسم کا عالمگیر عذاب کبھی پہلے نہیں آیا۔ دنیا بول اٹھی ہے کہ یہ زلزلے تو کچھ ایسے آئے ہیں کہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آج ہندوستان میں تو کل بلوچستان میں اور پرسوں یورپ کے ایک حصے میں اور دوسرے حصہ میں اور اگلے دن کسی اور میں علیٰ ہذا القیاس تمام ملکوں میں زلازل متواتر آئے۔ اور اگر یہ عذاب نہیں ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ کبھی عذاب آیا ہی نہیں ایک مومن تو اس نظارہ کو دیکھکر فوراً سورہ تغابن پڑھتا ہے جیسے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ ذالك بانه كانت تاتيهم رسلهم بالبينات میں اس کی دوا موجود ہے۔ اور اسی بے خطا نسخہ سے ہر شخص حسب عمل خود فائدہ اٹھاتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نسخہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایسے مشکل وقت میں جبکہ مولوی فاضل جیسے بھی ابن الغرض کا اقرار کرتے ہیں تو اسی قرآنی دوا سے اپنا علاج کر کے نجات پاتا ہے۔ ہاں اس جگہ مولوی صاحب ایک اور اعتراض پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے "اگر مرزا جی کی نبوت کو اس عذاب سے کچھ تعلق ہوتا تو مرزا جی کے سخت مخالف جن سے مخالفت نکلکر دوسرے لوگوں پر پہنچتی ہے سب سے پہلے وہ تمام کے تمام اس طاعون کی بھینٹ ہوتے نہ یہ کہ مرزا جی کے راسخ مرید چلدیتے"

اس اعتراض کے لکھتے وقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب حالت شک میں تھے یا یوں کہو کہ مولوی صاحب کے دل میں نہ خوف خدا ہی تھا

اور قرآن پاک پر ہی نظر تھی ہم سب باتوں کو چھوڑتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت سے سخت دشمن ابو جہل کہ جس سے مخالفت لکر تمام دیگر مخالفین میں جوش زن ہوئی تھی کس قدر مسلمانوں کے راہ خدا میں شہید ہونے کے بعد قتل ہو کر داصل النار ہوا تھا اور ایسے ہی کس قدر اور مخالف جو بہمہ وجوہ اس شخص سے کم مخالفت کرتے تھے یا یوں کہو کہ وہ اسی کی ذریت تھے اس رئیس المنکرین سے پہلے قتل ہوئے اور کس قدر ان میں سے بالآخر ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں جہنم میں گرائے گئے۔ اگر آپ انصاف سے اس کا جواب دیں تو کہنا ہوگا کہ سنت اللہ یہ ہے کہ "افلا یرون انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون ہ" (سورہ انبیا) یعنی اللہ تعالیٰ کفر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا ہے اور اسلام کو غلبہ عطا کرتا ہے۔ دیکھو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کس طرح دنیا سے اُٹھائے گئے۔ آج ایک مسلمانوں کے ہاتھوں سے راہی ملک عدم ہوا تو کل دوسرا اور بالآخر زمین اپنے کناروں سے گھٹتے گھٹتے ایک نئی زمین نکل آئی جس میں اسلام کا چمن پھیلا اور پھولا اور پھر غور کرو کہ حضرت موسیٰ کا بڑا دشمن فرعون کس طرح ہلاک کیا گیا بے شمار عذاب آئے اور ہزارہا لوگ تباہ ہوئے مگر وہ سب سے آخر نیل ہی میں غرق ہوا۔ الحقصر یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ عذاب کو چھوٹے چھوٹے مخالفوں سے شروع کر کے بالآخر سخت سخت مخالفوں تک پہنچاتا ہے اور انجام کار میدان صرف صرف متقی لوگوں کے ہی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ کاش یہ صحیح سنت سے بیگانہ فاضل قرآن کا فاضل ہوتا اور وہ یہ اعتراض نہ کرتا۔ جو سیدھا تمام انبیا پر جا پڑتا ہے۔ عربی دانی کا تو مولوی صاحب کو بہت گھمنڈ ہے مگر "لا یمسہ الا المطہرون" کا کچھ بھی خیال نہیں۔

مولوی صاحب۔ آپ کے لئے بھی خدا کی غیرت دکھلائیگی کرشمہ سیاوق کی دعا نیز قضا سمجھئے جو سیدھا جگر کے پار ہونے والا ہے۔ ہاں یہ معلوم نہیں کہ کب ایسا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ آخری فیصلہ ضرور ہو۔ اُس وقت معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے ماموروں کی ذلت ہو۔ میں آپ کو کوئی دھمکی نہیں دیتا بلکہ صرف آپ کو یہ سمجھانے کی خاطر کہ آپ کا یہ کہنا کہ چونکہ آپ بڑے سخت مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں اور آپ کی مخالفت اوروں تک اثر کرتی ہے اس لئے چاہیے کہ آپ کا پہلے خاتمہ ہو۔ بالضرور پورا ہوگا مگر اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ کو منظور ہے اکثر حصہ ملک میں تبلیغ حق کا ذریعہ یہ بھی ہے کہ آپ جیسے مخالفت کریں اور ساری کوشش سے مخالفت کریں اور نتیجہ یہ ہو کر خود خائب وخاسر ہو جاویں اور پھر وعدہ الٰہی پورا ہو جو "افہم الغالبون" میں مسطور ہے۔

میں اس بات کو ذرا آسان طور پر بیان کرتا ہوں تا کہ میرا مطلب آپ کے خیال مبارک میں اچھی طرح سے رچ جائے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک زبردست بادشاہ ایک چوروں کے گروہ کے نیست ونابود کرنے کے لئے حکم دیتا ہے تو اُس کے لشکر ان چوروں کے پیچھے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ انھیں ایک مکان میں گھیر لیتے ہیں اور دروازہ پر آگ لگا دیتے ہیں تا تمام اندر آگ لگ جاوے اور وہ چور جلکر خاک سیاہ ہو جاویں۔ ہم پہلے تو اس وقت جب بادشاہ کا یہ حکم ہی سُنتے ہیں تو جان لیتے ہیں

کہ بس اب وہ چور مارے گئے گو فی الحقیقت ابھی وہ زندہ ہی کیوں نہ ہوں اور نہایت عیش وعشرت سے ہی دن کاٹتے ہوں اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ دروازہ کو آگ لگا دی گئی تو ہم کہتے ہیں کہ اب تو بس انکا خاتمہ ہوا حالانکہ اب بھی وہ زندہ ہیں اور اُنھیں خبر بھی نہیں اور وہ غافل سو رہے ہیں اور انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ آگ جو دروازہ کو لگائی گئی تھی آہستہ آہستہ چھت کی کڑیوں تک جا پہنچتی ہے اور انجام کار شہتیر بھی جل کر ٹھتا ہے اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ چور جو بمنزلہ گھر کی کڑیوں کے ہیں اور اُن کا سردار جو شہتیر ہے سب کے سب جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔ افلا یتذکرون۔

اس عذاب الٰہی کی حقیقت کما حقہ بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے اور میں اپنے لئے سب سے اچھا فیصلہ تو اس طرح کر سکتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے یقینی پہلو کی طرف غور کیا جاوے یہ کہنا کہ محمد افضل ایڈیٹر البدر طاعون سے مرگیا یا فلاں مرزائی مرگیا صرف شرارت کی باتیں ہیں اگرچہ اس کے بھی کئی ایک جواب ہیں مگر میرے نزدیک سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ ہم اس پیشگوئی کے یقینی پہلو کی طرف غور کریں یعنی خود ملہم اور اُس کے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے جو چھبیس کے قریب ہیں اور جو ایام طاعون میں بڑھ بھی جاتے ہیں اُن کا یقیناً اب تک بچ رہنا اور آئندہ کے لئے قطعی حفاظت کے وعدہ کی طرف غور کریں یہ ہے یقینی پہلو جو تمام اعتراضات کو صاف کرتا ہے۔

قرآن مجید سے بھی یہ ثابت ہے کہ خدا کے مُرسل اور اُن کے سچے مطیعین جو اپنے ایمان کو نفسانی آلائشوں سے پاک رکھتے ہیں بالضرور عذاب الٰہی سے بچے رہتے ہیں۔ اور اُنکا یقیناً بچے رہنا ان کے صادق ہونے کے لئے مہر الٰہی ہے اگر مولوی فاضل کو اس میں شک ہو تو قرآن مجید کے الفاظ "ثم ننجی رسلنا والذین اٰمنوا کذالک حقاً علینا ننجی المؤمنین" پر غور کریں۔ القصہ حضرت مرزا صاحب کا بذات خود بلا ہر قسم کی شرائط کے طاعون سے محفوظ رہنا ان کے صادق ہونے کی قطعی دلیل ہے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو لوگ اس کے ساتھ ہونگے وہ بھی اسی طرح بچائے جائینگے مگر چونکہ ہر شخص نور الدین نہیں یا مولوی محمد علی نہیں یا مولوی عبد الکریم نہیں۔ اس لئے سب کی حفاظت بھی یکساں نہیں ہو سکتی ہاں یہ الگ امر ہے کہ خدا کسی کو نوازے اور اُس کو اپنی رحمت کی پناہ دے مگر چونکہ عام طور پر اٰمنوا کی شرط ہے اس لئے ہر ایماندار اپنے ایمان کے مطابق رحمت سے حصہ لے گا۔ فرداً فرداً کسی شخص کے ایمان کے متعلق ذکر کرنا تو خدائے علام الغیوب کا ہی کام ہے ہاں جن لوگوں کی نسبت یہ وعدہ الٰہی ہے کہ وہ ضرور بچائے جائینگے یعنی مرزا صاحب کے گھر کے اندر رہنے والے لوگ ضرور طاعون سے محفوظ رہینگے سو ہمارا ایمان ہے کہ وہ ضرور بچائے جائینگے جیسے کہ اب تک بچ رہے اور ان لوگوں کا یقینی طور پر بچے رہنا اس بات کی شہادت صادقہ ہے کہ طاعون مرزا صاحب کے دشمنوں کے لئے عذاب الٰہی ہے جس سے وہ رہائی نہیں پا سکتے۔ اے نجات کے طالبو دوڑو کہ وہ امام الوقت کے سایہ میں ہے جو تمہیں مدت سے اپنی طرف بلا رہا ہے۔ مت خیال کرو کہ مولوی صاحبان کیا کہہ رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمان ہے کہ آخری زمانہ میں مولوی بدترین

خلائق ہو جاویں گے۔ اور قرآن مجید بھی اسی کا موید ہے جیسے کہ آیت استخلاف سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح ابن مریم پر کفر کا فتویٰ دینے والے بھی یہودی عالم ہی تھے اور تم خود جانتے ہو کہ ان مولویوں کے کفر کے فتووں سے کون بچا ہے۔ سو تم ان کو چھوڑ دو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو جاؤ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

ہاں خبردار ہو ورنہ یہ عالم ہی تو ہیں جو تمہیں ڈبونا چاہتے ہیں ۔ ذرا دیکھنا کہ امرتسری فاضل کس طرح آپ لوگوں کے راستے میں دجل کے جال بچھا رہا ہے سُننا وہ کہتا ہے۔

"ماکنا مہلکی القریٰ حتیٰ نبعث فی امہا رسولاً"

آیت میں زمانہ ماضی کی حکایت ہے جب تک رسولوں کا آنا بند نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس میں کنا ماضی کا صیغہ یعنے یہ صیغہ حال میں جب آتا ہے کہ اس کے لئے کوئی قرینہ ہو ورنہ اصل ماضی ہے علیٰ ہذا القیاس ما ارسلنا والی آیت میں بھی ماضی کا صیغہ ہے۔ پس معنے آیت کے یہ ہوئے کہ گذشتہ زمانے میں ہم رسول بھیجنے کے بغیر عذاب نہ کرتے تھے لیکن اب جو حضرت محمد مصطفےٰ اصلواۃ اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین ہو کر تشریف لائے ہیں اس لئے اُن کی تعلیم بمنزلہ ارسال رسول اور نبی جدید کے قائم مقام ہے پس جبکہ کسی جدید رسول کی آمد کو آیت خاتم النبین نے مسدود کر دیا ہے تو اب کس رسول کی تلاش کی جاوے جو کوئی بعد آں حضرت کے رسول ہونے کا مدعی ہے یہ دعوے ہی اُس کے کذب کی دلیل ہے۔"

اے مولوی فاضل کیا یہی ایمان داری ہے کہ یوں لوگوں کو دھوکہ دیا جاوے۔ اس جگہ تو آپ نے کمال ہی دجل سے کام لیا ہے قرآن مجید کو ایک فسانہ بنا دیا ہے جیسے کہ آپ نے لکھا ہے کہ یہ زمانہ ماضی کی حکایت ہے۔ اس حکایت کے کیا معنے ہیں کیا کوئی فایدہ بھی اس سے مدنظر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا ہے آپ خود ہی بتایئے تا کہ آپ کے مُنہ سے ہی معلوم ہو جاوے کہ آپ کے اعتراض کی حقیقت کیا ہے۔ چونکہ مجھے امید نہیں کہ آپ مُنہ سے حق بات کہیں اس لئے میں خود ہی بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان حکایات کے ذکر کرنے کی یہ فلاسفی بیان کرتا ہے کہ تا لوگ نصیحت حاصل کریں۔ کیوں مولوی صاحب سچ ہے نہ؟ ہاں ضرور یہی حق ہے ورنہ قرآن مجید کی شان سے بعید ہے کہ وہ مہمل کہانیاں بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ہم گذشتہ زمانے میں رسول مبعوث کئے بغیر عذاب نہ دیا کرتے تھے یہ سمجھانے کے لئے ہے تا لوگ عذاب کے اسباب کی طرف متوجہ ہوں اور جب کبھی عذاب آئے تو اس علاج کے در پے ہوں جو خدا کے تمام نبیوں کا آزمودہ ہے اور جس کے لیے خطا ہونے پر اللہ کریم بھی گواہ ہے۔ جہاں کہیں عذاب الٰہی کے نزول کا ذکر ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ اس کی اصلی وجہ مامورین الٰہی کا انکار ہے اور جنھوں نے انبیا کا ساتھ دیا وہ بچے اور باقی جو قابل فنا تھے ہلاک کر دئے گئے۔ اور پھر کہا گیا ہے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑو۔ اس بیان سے غرض یہ ہے کہ تا ان خطرناک راہوں سے بچ جائیں کہ جن پر چلکر ان سے پہلے لوگ ہلاک ہوتے۔ کیوں مولوی صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالےٰ عذاب الٰہی کا ذکر کرنے کے بعد اکثر مقامات

میں فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ سنت اللہ کبھی نہیں بدلیگی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی واقع ہو اور خدا سے زیادہ سچ بولنے والا کون ہو سکتا ہے پس مطلب صاف یہ ہے کہ اگر پہلے عذاب آنے سے پہلے خدا کے نبی دنیا کو ڈرا لیتے تھے کہ ڈرو عذاب آنے والا ہے تو اب بھی ضروری ہے کہ عذاب سے پہلے نذیر موجود ہو تا کہ خدا کا وعدہ پورا ہو اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر کہنا ہو گا کہ معاذ اللہ خدا ابھی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتا بلکہ معاذ اللہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہائے افسوس ان مولویوں کو کیا ہو گیا یہ کیسی الٹی راہ پر چل رہے ہیں مگر پھر بھی کہتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ہم ہی مصداق ہیں۔ مولوی صاحب ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر اب عذاب عظیم جس کا وقت قبل قیامت ہے اور یہی وہ وقت بھی ہے۔ آرہا ہے اور کوئی رسول موجود نہیں ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے جو عذاب کسی قوم پر آیا کرتا تھا اس وقت ضرور رسول مبعوث ہوتا تھا۔ اگر اس عذاب شدید کے وقت کوئی رسول نہیں آیا تو کبھی بھی رسول نہیں آیا۔ کیونکہ جو ضرورت بعثت عذاب سے پہلے بیان کی جاوے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ غلط ہے کیونکہ جب ہم ایک عذاب عظیم کو دیکھتے ہیں اور کوئی رسول نظر نہیں آتا تو معاً خیال آتا ہے کہ قرآن مجید میں جو وارد ہے کہ عذاب سے پہلے اللہ رسول بھیج لیا کرتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ غرض یہ راہ تو تمام انبیاء کی صداقت کو مشکوک ٹھیراتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور ہم ایمان لائے کہ سرور عالم کا فرمان سچ ہے کہ جب عذاب آئے تو سورہ تغابن کو پڑھو جس میں صاف لکھا ہے کہ عذاب الٰہی کا سبب اعلےٰ یہ ہے ذالک بانہم کانت تاتیہم رسلہم بالبینات۔ پس یہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ عذاب تو آئے اور یہ سبب موجود نہ ہو۔ اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو قیامت سے پہلے خدا ایک عذاب عام کی پیشگوئی فرماتا ہے اور ساتھ ہی بعثت مسیح الموعود کی خبر بھی دیتا ہے جس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ یہ عذاب مسیح الموعود کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ وبس۔

مولوی فاضل کہتا ہے کہ یہاں آیت میں کنا آیا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے پس آیت گذشتہ زمانہ کے لئے ہے۔ ہم پہلے تو مولوی صاحب کا اپنا اقرار دکھاتے ہیں کہ کنا حال کے لئے بھی آتا ہے اور بلا کسی قرینہ کے پھر قرآن مجید سے اس کا ثبوت دینگے۔ سُنئے مولوی فاضل صاحب آپ نے حیات و وفات مسیح پر بحث کرتے ہوئے تفسیر ثنائی میں کانا یاکلان الطعام والی دلیل بر وفات مسیح کو رد کرنے کے لئے لکھا ہے کہ "مرزا صاحب اُن علمائے جو قادیان میں ہیں پوچھ لیں کہ کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی کس طرح ہوتی ہے" کیا اس سوال سے آپ کی یہی مراد نہیں کہ کانا کا لفظ زمانہ حال کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں یہ لفظ زمانہ حال کے لئے ہی آیا ہے کانا تثنیہ غائب کا صیغہ ہے اور کنا جمع متکلم کا صیغہ ہے پس جس طرح کانا سے مراد زمانہ حال کی نفی نہیں ہے اسی طرح کنا سے بھی زمانہ حال کی نفی نہیں ہے (کیوں مولوی صاحب سچ ہے نہ؟)۔

یہ کیسی ایمانداری ہے کہ جب مسیح کو زندہ ثابت کرنا چاہا تو کانا کے معنے زمانہ حال میں کئے اور جب بعثت رسول قبل عذاب موعود کا سوال پیش ہوا تو اسی لفظ کو جمع متکلم کے صیغہ کو ماضی محض کہہ دیا اور جھٹ اعتراض کر دیا کہ مرزائیوں کو سمجھ نہیں کہ وہ مولوی صاحب کی طرح ۲+۲ کا جواب ۲+۲= چار روٹیاں ہی دیں۔

قرآن مجید تو مولوی صاحب کے حلق سے اُترا ہی نہیں ورنہ یہ سب فضول قیل و قال وہ نہ کرتے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین (یعنے ہم خلق سے کبھی غافل نہیں) اب اس آیت کے سامنے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اور وما کنا مہلک القریٰ دونوں آیتوں کو رکھو اور دیکھو کہ کیا وما کنا تینوں جگہ ایک ہی طرز پر مستعمل ہوا ہے کہ نہیں۔ دیکھ لو تینوں جگہ یکساں طور پر استعمال ہوا ہے پس تینوں جگہ معنے استمراری ہی لئے جائینگے۔ ہاں مولوی ثناء اللہ سے بعید نہیں کہ وہ کہدیں کہ وما کنا عن الخلق غافلین میں بھی کنا ماضی ہی کے لئے ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کہتا ہے کہ ہم خلق سے غافل نہیں تھے مگر میں کہتا ہوں کہ بھلا کیا اب خدا عن الخلق غافل ہے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے وہ تو حی ہے۔ اور ہمیشہ خبردار ہے اگر ایک دم کے لئے بھی وہ غافل ہو تو دنیا کا سلسلہ زیر و زبر ہو جاوے۔ پس چونکہ یہاں استمراری معنے ہیں اس لئے دونوں دوسری آیتوں میں بھی استمراری معنے مراد ہیں۔ کیونکہ تینوں جگہ الفاظ میں کوئی فرق نہیں۔ اب مولوی صاحب کا ایک اعتراض باقی رہا اور وہ یہ ہے کہ خاتم النبین کے بعد تو کسی رسول نے آنا ہی نہیں پھر اب یہ کہنا کہ ضروری ہے کہ ایک رسول مبعوث ہو قبل اس کے کہ کاٹنے والا کیڑا پیدا ہو بالکل غلط ہے بلکہ جو شخص رسالت کا دعوےٰ کرے اُس کے کاذب ہونے پر اسکا دعویٰ ہی کافی دلیل ہے۔

یہ اعتراض بظاہر تو بہت ہی مضبوط ہے اور ممکن ہے کہ مولوی صاحب کے مرقع خوان بھی اس دلیل کو بہت ہی مضبوط خیال کرتے ہوں مگر ہمارے نزدیک یہ اعتراض بھی ویسا ہی بودا ہے جیسے پہلے اعتراضات۔ آں حضرت صلعم کے بعد ہر صدی کے سر پر ایک رسول مبعوث ہوتا ہے ہاں وہ آنحضرت کا ہی مظہر ہوتا ہے۔ اور ان کی رسالت کوئی ایسی رسالت نہیں ہوتی کہ جسے ہم ایک ایسا رسول سمجھیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو۔ بلکہ وہ محمد رسول اللہ کے دین کے خادم ہوتے ہیں۔ ہاں وہ اس لحاظ سے کہ خدا کا کلام اسپر بھی نازل ہوتا ہے جو مبشرات اور منذرات سے مملو ہوتا ہے وہ بشیر و نذیر ہوتا ہے۔ اور یہی حقیقت حضرت مرزا صاحب کے دعوے رسالت کی ہم نے سمجھی ہے۔ سُنو خود حضرت والاشان فرماتے ہیں۔

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قایل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح"

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

پھر آپ اپنے قصیدہ الہامیہ میں فرماتے ہیں جو مدت سے ازالہ اوہام میں چھپ چکا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

قرآن مجید پارہ ہشتم سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ و اصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اس آیت کا اول اور آخر سارا دیکھ لو کہیں یہودیوں کو مخاطب نہیں کیا کھلے لفظوں میں اُمت محمدیہ کو خصوصاً اور دیگر انسانوں کو عموماً مخاطب کیا گیا ہے۔ اس آیت کا مطلب صاف ہے یعنے اے انسانو جب کبھی تمہاری طرف تم میں سے رسول آویں اور تمہیں میری آیات سُنائیں تو تم تقویٰ اختیار کرو کیونکہ متقی کا ہی انجام بخیر ہوتا ہے اور اپنی اصلاح کرو کیونکہ صالحین ہی جنت کے وارث ہیں۔ کیوں مولوی صاحب اس آیت کو بھی کبھی غور سے پڑھا ہے اگر پڑھا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آں حضرت کے بعد رسل منکم کے آنے سے انکار ہے۔

مولوی صاحب کی اس طرز استدلال سے تو ہم یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ عذاب پہلے ہی آیا کرتے تھے اب جبکہ عذاب کے آنے سے پہلے آنے والے منذروں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو بالضرور عذاب بھی ختم ہو چکا ہے۔ اور آں حضرت صلعم کے وقت میں یا بعد آپ کے کبھی عذاب نہ آیا اور نہ آئیگا۔ مگر یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ اول تو ہم عذاب کو ہی بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور مدعی رسالت (بروزی) بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور نشانات جو اُس کی تائید میں نازل ہوئے ہیں ان کو دیکھکر سعید دل تو فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار۔

ہم ان تمام باتوں سے درگذر کرتے ہیں اور خود مولوی صاحب کا قلمی اقرار پیش کرتے ہیں ہاں مولوی صاحب میرے ان الفاظ سے یہ فایدہ نہ اُٹھائیں کہ جواب دیتے وقت تمام باتوں کو نظر انداز کر دیں بلکہ چاہئے کہ وہ میرے اس مضمون کو مرقع میں شائع کر دیں اور ایک ایک پوائنٹ پر بحث کریں۔

سُنئے مولوی صاحب آپنے اسی مضمون میں آگے چل کر ترمذی باب فتنۃ الدجال کی وہ حدیث نقل کی ہے کہ جس کا پہلا ٹکڑا ابو یوسف کے مضمون میں مشکوٰۃ سے نقل کیا گیا ہے جو یہ ہے فیذھب